دل کی بات

''مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے''

پرویز بادشاہ نے کہا ہے:

''موجودہ اسلامیات فرقہ وارانہ مسائل پیدا کر رہی ہے۔گلگت میں اسی وجہ سے حالات خراب ہیں۔اس کا نصاب تبدیل کریں گے۔اسلام کا بول بالا ہونا چاہیے مگر اس کا صحیح تشخص اجاگر کیا جائے۔کوئی خاتون پردہ نہیں کرتی تو اُسے زبردستی پردہ کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔''

(۲۲/اپریل کو اسلام آباد میں تیسرے طلباء کنونشن سے خطاب۔روزنامہ ''جنگ'' لاہور۔۲۳/اپریل ۲۰۰۶ء)

پرویز بادشاہ روزِ اوّل سے ہی ایسے دقیانوسی خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں' جن سے عوام کی نوے فیصد اکثریت اتفاق نہیں کرتی۔ملک کے کسی بھی سکول، کالج اور یونیورسٹی میں اسلامیات کے موجودہ نصاب کی وجہ سے آج تک کوئی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوا۔ بلکہ اسلامیات کے علاوہ پڑھایا جانے والا دوسرا نصاب لڑائی جھگڑے اور بدامنی کے دیگر واقعات کا موجب ضرور بنا۔گزشتہ اٹھاون سال سے یہ نصاب پڑھایا جا رہا ہے اور اس میں مسلسل تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔لیکن جو تبدیلیاں ہمارے ''بادشاہ'' کرنا چاہتے ہیں یا کر چکے ہیں۔اس کا حوصلہ آج تک کسی کو نہیں ہوا۔ یہود و نصاریٰ کی مذمت، احکامِ جہاد اور خاص طور پر سورۃ توبہ کی آیات کو نصاب سے خارج کیا گیا۔ پھر قرآن کریم کی لازمی تعلیم کو نصاب سے خارج کرنا اس پر مستزاد ہے۔گلگت کا معاملہ بالکل مختلف ہے جسے بین الاقوامی سازش اور منصوبے کے تحت اس سے نتھی کیا گیا ہے۔اس لیے کہ مستقبل میں شمالی علاقہ جات پر مشتمل ''آغاخانی ریاست'' کا قیام امریکی منصوبہ ہے۔ گلگت اور دیگر شمالی علاقوں کے غیر آغاخانیوں کے شہری حقوق مسلسل پامال کیے جا رہے ہیں۔آغاخان بورڈ کا قیام اور شمالی علاقوں میں فرقہ وارانہ فسادات اسی منصوبے کی تکمیل کی کڑیاں ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ہمارا نصابِ تعلیم، پاکستانی عوام کی مسلم اکثریت کے عقائد، تہذیب اور ملک کی نظریاتی بنیادوں سے متصادم ہے۔دوسو سال پہلے لارڈ میکالے نے جو نظام و نصابِ تعلیم متعارف کرایا تھا' اُسے بحال رکھا گیا ہے بلکہ عوام پر ٹھونسا جا رہا ہے۔ پردہ یا حجاب اسلامی شعار ہے۔اس حوالے سے ملک میں کہیں زبردستی اور جبر نہیں بلکہ شریف مسلمان اس حکم پر اپنی مرضی اور پسند سے خود عمل کر رہے ہیں۔ حکمرانوں، سیاست دانوں اور سیکولر نظریات کے نمائندوں کی بیگمات اور دختران اکثر بے پردہ ہیں۔اگر زبردستی اور جبر کا ماحول ہوتا تو انہیں برقعے پہنا دیئے جاتے۔اسلام کی تعبیر و تشریح اور صحیح تشخص کو اجاگر کرنا علماءِ اسلام کی ذمہ داری ہے، سیکولر حکمرانوں کی نہیں۔جو تعبیر و تشریح پرویز بادشاہ کر رہے ہیں' وہ مغرب کے ملحدوں کا اُگلا ہوا لقمہ ہے۔اس کا قرآن و سنت سے کوئی تعلق نہیں۔

بادشاہ سلامت! آپ ریاست کے سب سے اہم منصب پر قابض ہو کر بھی اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن کو دیئے گئے اپنے ایک حالیہ انٹرویو میں آپ نے فرمایا:

''میں رات دو سے تین بجے کے درمیان سوتا ہوں، صبح اٹھتے ہی اور رات بارہ بجے موسیقی سنتا ہوں۔'' (''خبریں'' ۲۵/اپریل ۲۰۰۶ء)

زندگی کا یہ معیار اور یہ انداز یقیناً ہمارے عقائد، اخلاق اور تہذیب سے مطابقت نہیں رکھتا۔ بلکہ قرآن وسنت کے قطعی احکامات کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ راتوں کو جاگنے اور دن کو سونے والے، موسیقی کو سننے والے حکمران وزیرستان اور بلوچستان کی صورتِ حال سے بے خبر ہیں یا انہوں نے جان بوجھ کر اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ بے قصور عوام کو مارا جا رہا ہے۔ نتیجتاً مرکز اور پنجاب کے خلاف نفرت بڑھ رہی ہے۔ سرحد اور بلوچستان میں علیحدگی کے رجحانات کو تقویت مل رہی ہے۔ فوج اور عوام کو لڑا کر مرحوم مشرقی پاکستان والے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ بلوچستان میں پنجاب کے شناختی کارڈ والے شہری کے لیے روڈ ٹرانسپورٹ کے ذریعے سفر مشکل ہو گیا ہے۔ وزیرستان اور بلوچستان میں روزانہ بم دھماکے ہو رہے ہیں۔ راکٹ لانچر پھینکے جا رہے ہیں۔ گیس پائپ لائن دھماکوں سے اڑائی جا رہی ہے۔ پورے ملک میں امن وامان کی صورت حال غیر یقینی ہے۔ نشتر پارک کراچی میں رونما ہونے والا سانحہ ملکی تاریخ کا بدترین اور سب سے بڑا حادثہ ہے۔ کراچی میں تقریباً ہر شعبۂ زندگی کی اہم اور معزز شخصیات کو باری باری قتل کر کے میدان صاف کر دیا گیا ہے۔ ملک کے دیگر حصوں میں بھی یہی خونی کھیل جاری ہے۔ ملک کے سب سے بڑے محسن ڈاکٹر عبدالقدیر کو محبوس کر کے میڈیا ٹرائل کے ذریعے نہ صرف اُن کی ملکی خدمات پر پانی پھیرا جا رہا ہے بلکہ اُن کی شخصیت کو ذلیل کیا جا رہا ہے۔ کیا اتنے اہم مسائل صرف یہ کہہ دینے سے حل ہو جائیں گے کہ ہم اسلامیات کا نصاب تبدیل کر دیں گے۔ وزیرستان اور بلوچستان میں القاعدہ والے بدامنی پھیلا رہے ہیں۔ ہم نے دہشت گردوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ۲۰۰۷ء میں انتخابات ہوں گے۔ روشن خیالوں کو فتح ہو گی۔ انتہا پسند پٹ جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

بادشاہ سلامت! حکمرانی کے یہ انداز اور طور طریقے ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ کسی ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدیں غیر محفوظ یا مسمار ہو جائیں تو ملک کا جواز ہی باقی نہیں رہتا۔ خانہ جنگی شروع ہو جائے تو حکومتیں نہیں چل سکتیں۔ ریاستی ادارے تباہ ہو جائیں اور اُن پر براجمان افراد بددیانت ہو جائیں تو کسی دشمن کو حملہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

پاکستان اس وقت نہایت سنگین اور نازک صورتحال سے دوچار ہے۔ حالات اور واقعات کا صحیح تجزیہ کر کے اور حقائق کو تسلیم کر کے مسائل کا حل تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر بات کو فرقہ واریت، القاعدہ، دہشت گردی اور خود کش حملہ قرار دے کر وقتی طور پر تو جان چھڑائی جا سکتی ہے لیکن یہ حل نہیں، مزید تباہی کا راستہ ہے۔

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے